مولانا محمد منظور نعمانی

مولانا محمد یوسف بنوریؒ

اب سے ۵۲ سال پہلے (۱۳۴۵ھ) دارالعلوم دیوبند میں راقم سطور کی تعلیم کا آخری سال تھا۔ اس سال کے ختم پر کچھ واقعات قضاء وقدر کے فیصلہ کے نتیجہ میں ایسے پیش آئے کہ دارالعلوم کے صدر المدرسین امام العصر حضرت الاستاذ مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور دارالعلوم کے متعدد اور اساتذہ کو دارالعلوم سے قطع تعلق کر لینا پڑا...... بظاہر یہ واقعہ بہت ہی نامبارک تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت اور رحمت نے اس شر سے یہ خیر پیدا فرمائی کہ ڈابھیل ضلع سورت (گجرات) کے ایک معمولی سے ''مدرسہ تعلیم الدین'' کے ذمہ داروں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو ہندوستان کا دوسرا ''دارالعلوم دیوبند'' یا ''جامعہ اسلامیہ'' بنانے کا فیصلہ کرلیا اور ضروری انتظامات کر کے ان سب حضرات کو اجتماعی طور سے وہاں بلالیا۔ ان حضرات کے ساتھ دارالعلوم کے مختلف درجات کے طلبہ کی بھی اچھی خاصی تعداد چلی گئی۔ اس طرح ۱۳۴۶ھ میں گجرات کے علاقہ میں یہ عظیم الشان ''جامعہ اسلامیہ'' قائم ہوگیا...... مولانا بنوری بھی ان طلبہ میں تھے جو دارالعلوم دیوبند چھوڑ کے ڈابھیل کے اس جدید ''جامعہ اسلامیہ'' میں چلے گئے۔ اس وقت وہ غالباً متوسطات پڑھ رہے تھے، انہوں نے دورہ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ہی میں پڑھا...... علمی استعداد کے لحاظ سے وہ طلبہ میں بہت ممتاز اور فائق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے طالب علمانہ شوق اور محنت کے ساتھ ذہانت اور قوت حافظہ کی نعمت سے بھی خوب نوازا تھا۔ مزید برآں ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی خاص فضل تھا کہ حضرت الاستاذ الامام الکشمیری قدس سرہٗ کے ساتھ عام رشتہ تلمذ کے علاوہ ان کو گہرا قلبی تعلق بھی تھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ان پر خاص نظر عنایت تھی۔ پھر اس طالب علمی سے فراغت کے بعد بھی انہوں نے حضرت شاہ صاحب سے وابستہ اور حضرت ہی کی خدمت میں رہ پڑنے کا فیصلہ کرلیا اور ایسا ہی کیا۔ راقم سطور کا اندازہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب سے جتنا علمی

رہنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا (جس کا ذکر اوپر آچکا ہے) تو میں نے مولانا سے اس بارہ میں بھی گفتگو کی اور اصرار کیا کہ ''معارف السنن'' کی باقی جلدیں بھی ضرور لکھیں۔ مولانا نے فرمایا تھا کہ فی الحال میں اس کا ''مقدمہ'' لکھ رہا ہوں' اس سے فارغ ہونے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کتاب کی تکمیل کی بھی کوشش کروں گا...... اس گفتگو کے بعد جو دو سال گزرے' ان میں مولانا کی جو دوسری عملی مصروفیتیں رہیں، ان کے پیش نظر راقم سطور کا اندازہ ہے، کہ ''معارف السنن'' کا کام ان دنوں میں بالکل نہ ہوسکا ہوگا۔ خدا کرے کہ مقدمہ ہی پورا ہو چکا ہو۔

''معارف السنن'' کے مطالعہ سے مولانا بنوری مرحوم کی علمی خصوصیات اور خاص کر فن حدیث میں ان کے رسوخ وتبحر اور وسعت مطالعہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت الاستاذ الامام الکشمیری قدس سرہٗ کی خاص تحقیقات سے واقفیت کا سب سے زیادہ مستند ذریعہ بھی اس عاجز کے نزدیک ''معارف السنن'' ہی ہے۔

مولانا کی مجاہدانہ مہمات اور عملی خدمات کے سلسلہ میں ان کا سب سے بڑا کارنامہ ''پاکستانی پارلیمنٹ اور حکومت پاکستان سے قادیانیوں کے ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دیئے جانے کا فیصلہ کرالینا ہے' مرحوم اس دینی مطالبہ کی تحریک کے مسلمہ اور متفقہ قائد اور امام تھے...... جس ملک کی حکومت کا سب سے پہلا وزیر خارجہ قادیانیت کا کھلا علمبردار اور مبلغ سر ظفر اللہ خاں رہا ہو' اس حکومت سے یہ منوالینا اور ملک کے دستور میں شامل کرادینا کہ ......''مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مسیح موعود، ماننے والے اور اس پر ایمان لانے والے مسلمان نہیں ہیں، بلکہ پاکستان کی دوسری غیر مسلم اقلیتوں کی طرح ایک غیر مسلم اقلیت ہیں۔ اور پاکستان میں ان کی قانونی حیثیت ایک غیر مسلم اقلیت ہی کی ہے'' ...... اتنا عظیم کارنامہ ہے جس کو نصرت خداوندی کا ''معجزہ'' ہی کہا جاسکتا ہے...... یہ محاذ مولانا مرحوم ہی کی قیادت میں فتح ہوا اور اس کا اثر پورے عالم اسلامی پر پڑا۔

جب سے مولانا سے واقفیت ہوئی اور ہندوستان و پاکستان یا حجاز مقدس میں جب بھی ملاقات ہوئی' ہمیشہ یہ محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کمال علمی کے ساتھ علم کے مطابق عمل کے اہتمام،' خلاص، للہ، خشیت وانابت، ورع وتقویٰ اور ان سب کے ساتھ دین کا درد بھی بھرپور عطا فرمایا تھا...... اور جس بندہ میں اللہ تعالیٰ یہ اوصاف جمع فرمادے' بلاشبہ اس کو وراثت نبوت کا بڑا حصہ نصیب ہوا۔

مولانا نے اپنے اساتذہ واکابر کے طریقہ پر ''مدرسہ'' کے ساتھ ''خانقاہ'' سے بھی استفادہ کیا تھا۔ راقم سطور نے باوثوق ذریعہ سے سنا ہے کہ پہلے مولانا نے حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا شفیع الدین رحمۃ اللہ سے بیعت کی تھی۔ ایک زمانہ میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اصلاحی تعلق رہا تھا' غالباً اس کے بعد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور جیسا کہ معلوم ہوا ہے حضرت نے اجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔

جن لوگوں کو مولانا مرحوم کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، انہیں چاہے ان کی بعض رایوں اور طرز وطریق کار سے اتفاق نہ ہو، لیکن اس میں شک نہ ہوگا کہ وہ یہ سب کچھ ادائے فرض کی نیت سے اس احساس کے ساتھ کرتے تھے کہ اگر میں ایسا نہ کروں گا تو جرم مداہنت کا مجرم ہوں گا اور آخرت میں خداوند ذوالجلال کے سامنے مجھے اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے تمام حسنات وخدمات کو قبول فرمائے اور ہماری ان کی سب غلطیوں اور لغزشوں سے درگزر فرمائے۔

اللھم اغفرلنا وارحمنا وعاملنا بما انت اهله ولا تعاملنا بما نحن اهله،
انت اهل المغفرة واهل الجود واهل الكرم واهل الا حسان.

"دین اسلام کا خزانۂ عامرہ ان تمام جواہرات اور قیمتی لال وگہر سے مالا مال ہے جو انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے درکار ہیں اور جن سے دنیا بھر کے ازموں کا دامن خالی ہے۔ اسلام کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ لینن ومارکس اور ہیگل وانیجلس کے دروازے پر جا کر بھیک مانگے یا کسی سرمایہ دارانہ نظام کا دروازہ کھٹکھٹائے۔"

(بصائر عبر۔ ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ)